© rasailojaraid.com

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی

عبدالرحمن عاصم بی اے بی ایڈ

موضوع زیر بحث اتنا وسیع اور پہلو دار ہے کہ کسی ایک نشریہ ربط اور تفصیلات کے لیے ایک مستقل کتاب بھی شاید ناکافی ہو لیکن مضمون کی وسعت کے باوجود وقت کی تنگ دامانی تفصیلات کی متحمل نہیں بلکہ کوزے میں دریا کو بند کرنے کی متقاضی ہے۔ اور یوں بھی فرمان نبوی "خیر الکلام ما قل و دل"۔ کلام مؤثر اور مدلل کی خوبی اور حسن اس کا اختصار ہی ہے۔ ہر سامع اسے اپنے دل کی آواز قرار دے بقول کسے ؎

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا!
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

معزز قارئین! مذکورہ بالا عنوان علامہ اقبال کے ایک شعر کا مصرع اول ہے جس میں حکیم الامت نے امت مسلمہ کے زوال و انحطاط کی جانب بہت بلیغ انداز میں اشارہ فرمایا ہے۔ یوں تو اسباب زوال امت کی ایک طویل فہرست مختلف لوگوں نے مختلف انداز میں بمصداق "فکر ہر کس بقدر ہمت اوست" بیان کی ہے جن میں سے مشت نمونہ از خروارے چند ایک یہ ہیں۔

۱۔ معاشی بد حالی: مسلمان مفلس و قلاش ہیں، ان کے پاس سرمایہ کی کمی ہے۔ انھیں مالدار اور دولتمند بنانے کی تدابیر اختیار کرنا لازم ہے ورنہ یہ ترقی کی دوڑ میں بہت پیچھے رہ جائیں گے۔ اس خیال خام کے حامیوں کی ترجمانی علامہ اقبال اپنی شہرۂ آفاق نظم "شکوہ" میں اس انداز میں کرتے ہیں ؎

رحمتیں ہیں تری اغیار کے کاشانوں پر
برق گرتی ہے تو بے چارے مسلمانوں پر

۲۔ تعلیم کا فقدان: بعض کے نزدیک مسلمانوں کی ذلت و رسوائی کا سبب تعلیم سے ناآشنائی ہے۔ اس کا علاج وہ جدید تعلیم کو جوں کا توں اپنا لینا تجویز کرتے ہیں اور صرف اسی طرح ان کی بگڑی بن سکتی ہے۔ حالانکہ مغربی نظام تعلیم وہ شوگر کوٹڈ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کون ہے جو ان کی تہہ میں پنہاں راز۔ یہ زہر پوشیدہ ہے جس کا کوئی تریاق نہیں۔ اس کی مضرت کا نقشہ کسی شاعر نے کیا خوب کھینچا ہے۔ ؎

اور یہ اہلِ کلیسا کا نظامِ تعلیم !!
ایک سازش ہے فقط دین و مروت کے خلاف

ایک دوسرے مقام پر علامہ اقبال مغربی تعلیم پر یوں لطیف پیرائے میں طنز کرتے ہیں ؎

ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ

۳۔ تہذیبِ جدید پر عمل:- بعض لوگ مذہب کو افیون قرار دیتے ہیں۔ اسلامی طرزِ زندگی اور تہذیب کو اپنی پستی کا سبب قرار دیتے ہیں۔ مغربی تہذیب اور اشتراکی جنت کے خیالی نظارے اپنی چکاچوند اور چمک دمک سے انہیں اپنی جانب مائل کرتے ہیں تو وہ من و عن اس تہذیب کو اپنا لینے ہی میں اپنے زوال کا علاج خیال کرتے ہیں حالانکہ علامہ اقبال اس تہذیب کو بالکل قریب سے دیکھنے کے بعد گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے کے مصداق اس نام نہاد تہذیب کے خانے کی دبیز تہہ کے بخیے ادھیڑتے ہوئے اس کریہہ چہرے کو بھانپ کر اپنا تاثر ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ ؎

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی — قوم نے ڈھونڈ لی فلاح کی راہ
روشِ مغربی ہے مدِّ نظر — وضعِ مشرق کو جانتے ہیں گناہ
یہ ڈرامہ دکھائے گا کیا سین — پردہ اُٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں — نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

۴۔ قومیت پرستی یا وطن پرستی:- بعض لوگ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں پوری نسلِ انسانی کی ہمہ گیر برادری اور خصوصاً اسلامی مواخات کو مسلمانوں کی ترقی میں حائل سنگِ گراں قرار دیتے ہیں اور مذہب کو ذہنی ترقی کا مخالف قرار دے کر وطنی اور قومی عصبیت کے جیالے فرزندِ زمین SON OF THE SOIL کے نظریے کو فروغ دینے میں ترقی کا راز مضمر سمجھتے ہیں۔ انہی لوگوں کی دسیسہ کاریوں، اور چالبازیوں کے نتیجے میں مسلم ممالک میں مغربی نظریۂ قومیت کے تتبع میں عرب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قومیت، ایرانی قومیت، ہندی قومیت، بنگلہ قومیت اور اب ہمارے بقیہ پاکستان میں سندھی، بلوچی، پٹھان اور پنجابی قومیت کے بتوں کی پرستش پورے جوبن پر ہے۔ علامہ اقبال اس پر یوں فرماتے ہیں ۔ ے

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے — جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے
اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر — خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی !
غبار آلودۂ رنگ و نسب ہیں بال و پر تیرے — تو اے مرغِ حرم اڑنے سے پہلے پرفشاں ہو جا

قومیت کا یہ نو تراشیدہ بت رجعتِ قہقری اور زمانہ جاہلیت کی جانب پلٹ جانا ہے جب کہ نبی اکرم ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں یہ کہہ کر اس کی دھجیاں اڑا دی تھیں کہ کسی عربی کو عجمی پر اور کسی گورے کو کالے پر کوئی فوقیت اور برتری حاصل نہیں سوائے تقویٰ اور پرہیزگاری کے۔ آج امتِ مسلمہ کی وحدت اور اتحاد پارہ پارہ کر دینے والے قومیت کے اس بت نے جو گل کھلائے ہیں وہ کسی پر مخفی نہیں۔ کیا متھی بھر اسرائیلیوں کی صورت میں خدائی عذاب عرب قومیت کے تابوت میں آخری کیل ثابت نہیں ہوا؟ علامہ اقبال اس جاہلانہ نسلی و نسبی تفاخر پر یوں اظہارِ نفرت کرتے ہیں :

یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو؟

قارئین با تمکین! مذکورہ اسباب زوال علاماتِ مرض تو ہیں، اصل مرض نہیں — اب آئیے اس اصل مرض کی ٹوہ لگائیں جو جسدِ ملت کو اندر ہی اندر گھن کی طرح چاٹ رہا ہے . . .
علامہ صاحب نے جس میراث کے گنوا دینے کی نشاندہی فرمائی ہے وہ کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق انبیاء کی میراث درہم و دینار نہیں ہوتی۔ بلکہ ان کا ورثہ وہ علمی سرمایہ اور تعلیماتِ الٰہیہ ہیں جو ان کی بعثت کا نقطۂ اشتراک و اصل الاصول ہے جیسا کہ فرمانِ باری ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ پھر اہلِ کتاب کو اس مشترک نقطہ کی یوں نشاندہی کی جاتی ہے قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا اس نکتۂ توحید کو جو دین کا لبِ لباب اور جان ہے اہلِ اسلام کے دلوں میں راسخ کرنے کی بہترین مثال اور نمونہ نبی اکرم کی تیرہ سالہ مکی زندگی ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جس زمانے میں آپ نے اس دور کے تمام مسائل کو تاریخی حقیقت بنتے ہوئے دیکھا، ہر طرف ناس
زور دیا اور ہمہ قسم کے شاعر... اعلانِ نبوت سے قبل جس معاشرے سے اپنے
حسنِ کردار کی بدولت صادق اور امین کے القابات کی صورت میں خراجِ تحسین حاصل کر چکے تھے، وہی
معاشرہ اور اس کے تمام اجارہ دار اس اعلانِ توحید کو اپنے خود ساختہ اقتدار کے بتوں کی موت کا
اعلام سمجھتے ہوئے ان کے خلاف پوری طاقت سے صف آرا ہو گئے لیکن آپؐ نے کفر کی جانب
سے منعقد کردہ کی پیش کشوں کو پائے استحقار سے ٹھکرا دیا اور کفر سے قطعاً سمجھوتا نہ کیا بلکہ
فرمایا۔ اگر میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے پر چاند بھی لا کر رکھ دیں تو میں اس مشنِ توحید
سے باز نہیں آؤں گا یہاں تک کہ اس راہ میں مجھے اپنی جان کا نذرانہ بھی کیوں نہ پیش کرنا پڑے
پھر دنیا نے یہ منظر حیرت بھری نظروں سے دیکھا کہ جو بے سر و سامانی کے عالم میں مکہ سے ہجرت
پر مجبور ہوا پھر مختصر عرصے میں کس فاتحانہ شان سے دوبارہ مکے میں تشریف لایا۔ آپؐ کی
عقیدۂ توحید پر راسخ جماعت صحابہؓ نے کس طرح پوری دنیا کی امامت کا فریضہ سرانجام دیا بقول
علامہ اقبالؒ

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

علامہ امت کے زوال کا واحد سبب عقیدہ توحید میں تزلزل اور کمزوری کو
گردانتے ہیں: ؎ وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

وہ آج کے زوال پذیر اور پسماندہ و درماندہ مسلمانوں کو ان کی کمزوری، ذلت، و رسوائی
پر یوں ڈانٹتے ہیں: بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

پھر ایک دوسرے انداز میں مسلمانوں کی نکتہ توحید سے بے اعتنائی یا اس کے عرفان سے
ناآشنائی اور فراموشی پر یوں اظہارِ تعجب کرتے ہیں۔
بیاں میں نکتۂ توحید آ تو سکتا ہے
ترے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہیے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جب تک اہل اسلام نے سرچشمہ قرآن و سنت پر اپنے عمل کی عمارت استوار کیے رکھی۔ وہ دنیا میں کامیاب و کامران رہے اور بڑی سے بڑی جابر و قاہر سلطنتیں ان کے زیر نگیں آتی گئیں۔ خلافت راشدہ کے دور میں لاکھوں مربع میل کا علاقہ اسلامی قلمرو میں شامل ہوگیا۔ بقول علامہ رحمہ

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

یہ تمام تر عروج حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامنے کا رہین منت تھا مگر جیسے جیسے عقیدۂ توحید کمزور پڑتا گیا ویسے ویسے تمام علاقے ایک ایک کر کے ہاتھ سے نکلتے گئے تاآنکہ دنیا کے غالب حصے پر حکمرانی کرنے والی مسلم قوم قعر مذلت میں گرتی گئی کیونکہ یہی اصول مکافاتِ عمل ہے ؎

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

عقیدے کی پختگی اور رسوخ ایک ناقابل تسخیر قوت ہے جس کی موجودگی سے جذبہ جہاد جنم لیتا ہے تعداد کی قلت، سامان حرب و ضرب کی کمی مومنین صادقین کے پاؤں کی زنجیر نہیں بنتا بلکہ "عم کنجشک فرومایہ کو شاہیں سے لڑا دو" وہ نتائج سے بے نیاز ہو کر سرچہ بادا باد کے انداز میں ہر فرعون سے ٹکرا جاتے ہیں، ان کے مقابل کفر اپنے جمِ غفیر اور کثرت سامان کے باوجود لرزہ براندام ہو کر منہ کی کھاتا ہے کیونکہ نصرت ایزدی ان کے ہمرکاب ہوتی ہے۔ ان کا رعب و جلال کفر کو دم دبا کر بھاگ جانے پر مجبور کر دیتا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرعب بما اشرکوا کفر و شرک کی شامت اور عقائد کی پراگندگی ان کی شکست فاش کا سبب بنتی ہے اس کا عمدہ ثبوت معرکہ بدر ہے ؎

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

لیکن ہم نے اپنے عقائد کے تنزل اور کمزوری کے باعث اپنے اسلاف کے شاندار کارناموں کو بٹہ لگا دیا۔ اگر عرب قومیت پر ناز کرنے والے عرب اسرائیل سے کاٹ کھائے تو سقوطِ مشرقی پاکستان کا المیہ [illegible] اسلامی سپاہ کا کفار کے سامنے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رسوائی انداز میں ہتھیار ڈالنا ہمارے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہے جس کی مثال تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اس عبرتناک شکست سے پوری امت مسلمہ عموماً اور ملت پاکستانیہ نے خصوصاً کوئی سبق نہیں سیکھا اور آج بھی پوری ڈھٹائی سے پاکستان کے اکثر سیاست دان اپنے اقتدار کی اندھی ہوس کی تسکین کے لیے مختلف ایجنسیوں کو ہوا دیتے ہوئے ذرا بھر شرم محسوس نہیں کرتے بلکہ لادینی نظریات کا پرچار ڈنکے کی چوٹ کرتے ہیں۔ انکی یہ ناعاقبت اندیشانہ روش خدا کے قہر و غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ خدشہ ہے کہ اگر راسخ العقیدہ مسلمان مل کر ان کا قلع قمع کرنے کے لیے میدان عمل میں جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر نہ نکلے اور انہیں امت مسلمہ کی کشتی میں سوراخ کر کے ڈبونے کی کھلی چھٹی دے دی تو بقول کسے خود تو ڈوبے ہیں صنم اوروں کو بھی لے ڈوبیں گے۔ اس مملکت خداداد کی آزادی اور سالمیت کا کباڑہ نہ کر دیں بقول کسے

فطرت افراد سے اغماض تو کر لیتی ہے کرتی نہیں مگر ملت کے گناہوں کو معاف

امت مسلمہ اپنی عظمت رفتہ کو اپنی نالائقی کے باعث کھو چکی ہے اور اسے اس بات پر قطعاً ندامت اور پشیمانی کا احساس نہیں ہے

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

ان کوتاہیوں اور فروگذاشتوں کا گہرا احساس اور پھر اس احساس ندامت کے نتیجے میں پوری امت مسلمہ عموماً اور اسلامیان پاکستان خصوصاً گزشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط کے مصداق صدق دل اللہ کے حضور توبہ کریں اور عقیدہ توحید کو اپنے دل میں راسخ کر لیں تبھی اللہ کا یہ وعدہ انتم الاعلون ان کنتم مومنین پورا ہوگا۔ اگر قوم یونس کا بیڑہ پار ہوا ہے سچی توبہ سے ٹل سکتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اللہ ہم پر اپنی عنایات کی بارش نہ برسائے بشرطیکہ ہم اس کی چوکھٹ پر سچے دل سے سجدہ ریز ہو جائیں بقول کسے:

حقیر سمجھ کر جنہیں بجھا دیا تم نے
وہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہوگی

© rasailojaraid.com